کتاب نما

Islam and the Economic Challenge : از ڈاکٹر ایم عمر چھاپرا۔ ناشر:
اسلامک فاؤنڈیشن اور انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ۔ ملنے کا پتا: فاران کلب ' بلاک نمبر ۱/۷ گلشن اقبال ' کراچی۔

سوویت یونین اور مشرقی یورپ میں سوشلزم اور اس کے معاشی نظام کے زوال سے انسانیت کے مستقبل کے لیے کئی نازک سوالات پیدا ہوگئے ہیں۔ مغربی سرمایہ داری کے علمبردار یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ یہ مغرب کے لبرل فلسفے کی فتح اور سوشلزم کی آخری شکست ہے۔ کیا واقعی تاریخ انسانی اپنی آخری حد تک پہنچ گئی ہے یا یہ تاریخ کے لامتناہی مدوجزر کا صرف ایک مرحلہ ہے؟ کیا سوشلزم کے اپنے اندرونی تضادات کے عمل سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کا لامحالہ مطلب یہ ہے کہ سرمایہ داری نے اپنے تضادات اور ناکامیوں پر فتح حاصل کرلی ہے؟

زیرنظر کتاب ان سوالات کا جواب دینے کی ایک بروقت کوشش ہے۔ اگر مسلم اہل فکر کے ان دعووں کا معروضی جائزہ لے کر یہ واضح کردیا جائے کہ جدید دور کے معاشی مسائل کو اسلام اطمینان بخش طریقے پر حل کرتا ہے تو انسانیت کے مستقبل کے لیے نئے امکانات کے دروازے کھل جائیں گے۔

انسانیت نے مغرب کی قیادت میں گذشتہ تین صدیوں میں چار معاشی نظریات کا تجربہ کیا ہے۔ سرمایہ داری' سوشلزم' فاشزم اور فلاحی ریاست۔ ان سب کی بنیاد مغرب کا یہ اساسی نظریہ تھا کہ مذہب اور اخلاق سے انسان کے معاشی مسئلے کے حل کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ سرمایہ داری نے اپنی عمارت فرد کے لامحدود کاروبار' منافع کے محرک اور مارکیٹ میکنزم پر تعمیر کی۔ سوشلزم

نے قومی ملکیت' اجتماعی مقاصد کے لیے تحرک اور مرکزی منصوبہ بند معیشت سے فلاح کی راہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ فاشزم نے دونوں کو ملا کر ریاستی سرمایہ داری اور سیاسی مہم جوئی کو اختیار کیا۔ فلاحی ریاست میں اشتراکیت اور سرمایہ داری دونوں کے تصورات کو سمونے کی کوشش کی گئی۔ اب یہ سمجھ لینا کہ فاشزم اور سوشلزم کی ناکامی کا مطلب سرمایہ داری اور فلاحی ریاست کی کامیابی ہے' ایک سادہ فریب خوردگی کے سوا کچھ نہیں۔ دور حاضر میں معاشی مسئلہ انتہائی سنگین ہو چکا ہے۔ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ پورے مسئلے کا از سر نو' تازہ ذہن کے ساتھ جائزہ لے کر کوئی ایسا حل تلاش کیا جائے جس سے تمام انسانوں کی فلاح و بہبود یقینی بن سکے۔

ڈاکٹر عمر چھاپرا کی یہ کتاب اسی نوعیت کی ایک کوشش ہے۔ وہ ایک بلند پایہ ماہر معاشیات ہیں۔ کراچی اور مینوسوٹا یونیورسٹی سے حصول تعلیم کے بعد انھوں نے معاشیات کی تدریس اور تحقیق کی وادی میں ایک طویل سفر کیا ہے۔ وہ متعدد تحقیقی اداروں سے وابستہ رہے۔ امریکا کی کئی جامعات میں تدریسی فرائض انجام دیے۔ گذشتہ ۲۶ برس سے سعودی عرب کے "اسٹیٹ بینک" میں معاشی مشیر ہیں۔ یوں انھیں نظری اور عملی دونوں زاویوں سے معاشی مسائل کے مطالعے کا موقع ملا ہے' اور مغربی اور مسلم ممالک دونوں کے معاشروں سے ان کا واسطہ رہا ہے۔ وہ گذشتہ ۱۵ برسوں سے معاشی مسائل کے لیے اسلامی نقطہ نظر کی تشکیل میں مصروف ہیں۔ ان کی گذشتہ کتاب Towards a just Monetary System کو مسلم دنیا میں بڑا وقیع مقام حاصل ہوا اور انھیں فیصل انعام اور اسلامی ترقیاتی بنک کا انعام دیا گیا۔ اس دور کے بنیادی معاشی مسائل کا سب سے بہتر مطالعہ شاید انھوں نے ہی کیا ہے۔

یہ کتاب جیسا کہ مقدمہ میں بتایا گیا ہے' ان کے ایک عشرے کے [illegible] اور محنت کا نتیجہ ہے۔ فاضل مصنف نے نہایت دقت نظری اور پیشہ ورانہ مہارت سے مغربی دنیا کے تینوں معاشی نظاموں کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا موازنہ کیا ہے اور معیشت کی صورت گری کے لیے اسلامی طریق کار کو وضاحت سے پیش کیا ہے۔ نیز مسلم ممالک کی معیشتوں کی ترقیاتی منصوبہ بندی کے لیے نئے راستے تجویز کیے ہیں۔ مسلم دنیا کے لیے ان کا نسخہ تین اجزا پر مشتمل ہے۔ اول یہ کہ ترقیاتی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ مارکیٹ میکنزم کے لیے معروف اخلاقی اصولوں کا اطلاق کیا جائے۔ اس کے لیے' انھوں نے Moral Filter کی اصطلاح پیش کی ہے۔ دوم یہ کہ اقتصادی سرگرمیوں کے لیے زیادہ وسیع البنیاد تحرک اختیار کیا جائے۔ اور سوم یہ کہ ہیئت میں

بنیادی اصلاحات کر کے ایک معاون ڈھانچا قائم کیا جائے۔

کتاب کے پہلے حصے میں بتایا گیا ہے کہ اگر مسلم ممالک کو اپنے معاشی مقاصد فی الواقع حاصل کرنا ہیں تو انھیں ناکام معاشی نظاموں سے بچنا ہوگا۔ اس حصے کے پہلے تین باب رائج الوقت نظاموں کے عالمی نظریے (world view) اور حکمت عملی کے تجزیے پر مشتمل ہیں اور ان کے اہداف اور عالمی نظریے کے تضاد کی نوعیت اور مضمرات معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں بتایا گیا ہے کہ اگر ترقی پذیر ممالک نے رائج الوقت نظاموں کی حدود میں پالیسیاں بنائیں تو ان کے مسائل میں اضافہ ہوگا اور عدل و مساوات کی منزل کبھی حاصل نہ ہوگی۔ دوسرے حصے کے سات ابواب میں اسلامی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں انھوں نے بتایا ہے کہ اسلام کا عالمی نظریہ اور اس کی حکمت عملی مقاصد شریعت یعنی افراد کی دنیوی و اخروی فلاح سے ہم آہنگ ہے۔ دوسرے باب میں مسلم ممالک کے مرض کی تشخیص کرتے ہوئے پانچ بنیادی پالیسی امور بیان کیے گئے ہیں جو مقاصد شریعت کے حصول کے لیے ضروری ہیں۔ ان صفحات میں انسانی عامل کو حقیقی مقام دینے اور ارتکاز دولت کو روکنے کے طریقے' معاشی اور مالی سرگرمیوں کی نئی صورت گری کے لیے تدابیر و اقدامات' اسلامی تعلیمات کے موثر نفاذ کے لیے حکمت عملی پر بحث کی گئی ہے۔ آخری باب میں پوری بحث کو سمیٹا گیا ہے۔

اس کتاب کو معاشی لٹریچر میں ایک تابناک اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ نہ صرف رائج الوقت معاشی نظریات کا ایک وقیع محاکمہ ہے' بلکہ امید ہے کہ معاصر مسلم دنیا کے بڑھتے ہوئے پریشان کن اور پیچیدہ معاشی مسائل کے اسلامی حل کے لیے انگیز کرنے کا فریضہ انجام دے گی۔ اگر ہمارے سیاسی اور معاشی قائدین ہمت کریں تو یہ لائحہ عمل انھیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے پھندوں سے نجات دلا سکتا ہے اور انسانیت کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ سامنے آسکتا ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ احساس ہوا کہ کاش ہمارے معاشیات کے طالب علم' اساتذہ اور پالیسی ساز' اسلام کے معاشی نظام کے ناقابل عمل ہونے کے احساس (جو دراصل ارتداد کے مترادف ہے) سے نکلیں اور انھیں بھی وہی ایمان و ایقان نصیب ہو جو اس کتاب کے مصنف کو حاصل ہے۔ (مسلم سجاد)